علامہ محمود آلوسی بغدادی

(۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۲ھ)

یہ امام عظیم محقق لغوی ادیب اور مضبوط علمی شخصیت علامہ سید ابوالمعالی محمود شکری آلوسی حسینی بن عبداللہ ہیں۔خانوادہ علم وشرف کے وہ چشم وچراغ تھے مشہور مفسر فقیہ اور اپنے ہمنام محمود شکری آلوسی کے پڑپوتے ہیں وہ خانوادۂ علم وشرف کے چشم وچراغ تھے' بغداد کے محلّہ رصافہ،، میں وہ سن ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔اپنے والد اور چچا نعمان خیرالدین آلوسی سے انہوں نے علم حاصل کیا، پھر بغداد کی جامع صاعنہ کے مدرس شیخ اسماعیل بن مصطفیٰ سے پڑھتے رہے۔علم ومعرفت میں کچھ کمال حاصل کرنے کے بعد کبھی اپنے گھر میں مسند تدریس کی صدارت کرتے رہے اور کبھی جامع عادلہ خاتون میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، پھر جامع حیدرخانہ میں انہیں رسمی طور پر مدرس بنادیا گیا۔اس کے بعد ۱۳۱۰ء میں تدریس کے ساتھ صدرالمدرسین کے عہدے پر بھی فائز رہے۔بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا جن میں سب سے زیادہ مشہور جلیل القدر علمی شخصیت شیخ علامہ استاذ محمد بہجہ اثری ہیں۔زندگی کے آخری ایام میں وہ لوگوں سے کنارہ کش ہوکر تالیف اور تدریس میں مشغول ہوگئے تھے'ان کے شاگرد اور ہمارے استاذ محمد بہجہ اثری ان کے جامع تذکرے پر مشتمل اپنی کتاب ''محمود شکری الآلوسی وآرائہ اللغویۃ،، میں کہتے ہیں کہ وہ تاحیات غیر شادی شدہ رہے۔ان کی وفات سن ۱۳۴۲ھ ہے۔میں نے خود ان سے یہ کئی بار سنا انہوں نے اپنے خوبصورت خط کے ساتھ مختصر طور پر مجھے یہ لکھ کر بھی دیا۔

ہمارے شیخ سید شریف ابوالعالی محمود شکری آلوسی غیر شادی شدہ تھے۔انہوں نے نکاح پر علم کو ترجیح دی اور وہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرکے دین کی طرف یکسو ہوکر زندگی گزارتے رہے۔

نہ ان کے دل میں کبھی نسل بنانے کی فکر پیدا ہوئی اور نہ کوئی دوسری لذت کی اور نہ ہی انھوں نے کبھی کسی منصب کے حصول کی کوشش کی۔

اس شعبے میں کمال حاصل کرنے کے لیے انہوں نے خود کو تمام دنیاوی مشاغل اور قیود سے آزاد رکھا نہ شادی کی اور نہ کبھی نسل اور کسی منصب کی خواہش کی اپنی تمام تر کوششیں نیک عمل اور مفید کاموں کے انجام

دینے میں صرف کردیں۔عربوں کی محبت کی وجہ سے آلوسی کوعربی سے محبت تھی ان کوعربوں سے دلی تعلق تھا۔اپنے گھر اور ماحول میں عربی کے علوم اس کے شاندار خصائص ان کے زندہ اور مثالی نمونوں سے ان کو وہ تعلق تھا جس نے ان میں عربی کی شدید محبت اوران کے سینے میں دبی چنگاری کوسلگا دیا۔

اورعربی کے یہ خصائص اور مثالی نمونے ہرعربی شخص کو ایسے نہ ختم ہونے والے جوش سے نوازتے ہیں۔عرب اور عام مسلمانوں کی زندگی میں عربی زبان کی جو اہمیت ہے اس سے گہری واقفیت کی وجہ سے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ عربی زبان ان کی سوچ زندگی اور جدوجہد کا ایک لازمی جز بن کر رہ گئی تھی۔ادبی فنون اور زبان کے علوم،واقعی ایسا اعلی مشغلہ ہے جو اس قابل ہے کہ اس میں فرصت کے اوقات صرف کیے جائیں۔اور کسی انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس کے حصول سے پیچھے رہے۔

اس بات کی تائید میں وہ کہا کرتے تھے کہ عربوں کی دلی محبت اوران کی زبان کی خدمت کو اعلی عبادت سمجھنے نے میرے عزم اور ارادے کی آنکھ کو بیداری اور قوت بخشی ہے۔عربی اوراس کے متعدد علوم میں لکھی گئی کتابوں کے حصول میں انہوں نے بقدر استطاعت خوب جستجو کی۔

وہ ایسی کتابوں پر بھی جھکے رہے جن سے عربی علوم میں لکھی گئی کتابوں پر کامیابی ہوسکتی تھی۔ایک عرصے تک عربی کے کمال اوراس کی رونقوں سے لطف اندوز ہوتے رہے،اس کے پوشیدہ اسرار میں مہارت حاصل کرتے رہے اوراس کے فلسفے کی گہرائی میں غوطے لگاتے رہے۔انہوں نے عربی کی طویل ڈکشنریاں کئی بار پڑھیں اوراس میں ان کو پوری پوری لذت ملتی تھی۔

''لسان العرب،،جوکہ بیس جلدوں پر مشتمل کتاب ہے اس کوانہوں نے ترتیب کے ساتھ شروع سے لے کر آخر تک غور وفکر کے ساتھ تین بار پڑھا تاکہ مفردات کی ہیات ان کے ذہن میں نقش اوران کی لغوی حس میں گہرائی آجائے۔اور شاید ان کی پڑھی ہوئی کتابوں میں سے سب سے آسان ''لسان العرب،،تھی جس کوانہوں نے اپنی عمر میں بالاستیعات پڑھا اور یہ سب کچھ ان کے اس عشق کی وجہ سے تھا جس نے ان پر غلبہ حاصل کر کے ان کو اس زبان اوراس کے پیش کردہ تہذیب وتمدن کا گرویدہ بنادیا تھا۔

وہ جب دیکھتے تو اسی زبان کی طرف دیکھتے حالانکہ وہ مشرق کے ذوزبان فارسی اور ترکی کے باذوق عالم تھے۔وہ اپنی زبان حال سے ذورمہ کا یہ شعر پڑھتے تھے۔

آدم ھرچہ دارداز پیش قنداق دارد ☆ تخم مرغ دزد،شتر دزدمی شود

وانی متی اشرف علی الجانب الذی به انت من بین الجوانب ناظر

ترجمہ: ''میں جب جھانکتا ہوں تو تمام اطراف سے نظریں ہٹا کر اس جانب دیکھتا ہوں جس جانب تم ہوتے ہو۔

وقت کی قدر و قیمت

استاد اثری ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں وقت کی ان کے ہاں بڑی قدر و قیمت تھی، ایک لمحہ بھی ضائع کرنا ان کو گوارا نہ تھا، بحث ومباحثہ، تحقیق، کتابت اور مطالعہ میں وہ قوی اور باہمت تھے۔ اکتاہٹ اور سستی نام کی کسی چیز سے ان کی واقفیت نہ تھی۔ جتنا ممکن ہوتا آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑتے۔ ایک کام سے فارغ ہوتے ہی دوسرا کام فوراً شروع کر دیتے تھے۔

ان کو کوئی کتاب جب اچھی لگتی تو اگرچہ وہ کتنی ہی جلدوں پر مشتمل ہوتی اس کا بار بار مطالعہ کرتے۔

بلوغ الارب فی احوال العرب

عربی اور اس کے علوم سے علامہ آلوسی کے اس انوکھے عشق سے واقفیت کے بعد ان کو وہ بے مثال کمال جو ان کی تین جلدوں میں عجیب اور اپنے موضوع پر منفرد کتاب ''بلوغ الارب فی احوال العرب،، کے صفحات میں نمایاں ہے، ہمارے سامنے واضح ہو کر آ جاتا ہے۔

یورپ سے انعام لینے والے پہلے عرب

عربوں کے اہل مغرب کے ساتھ اس دور کے اتصال کی تاریخ میں آلوسی پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے علمی کمال پر یورپ سے انعام حاصل کیا۔ تاریخ عرب کے موضوع پر منعقدہ اس تصنیفی مقابلے کا اعلان سن ۱۳۰۲ھ میں کیا گیا۔ آلوسی نے مقابلے کی آخری تاریخ سے پہلے ہی اپنی کتاب جمادی الاول کے شروع میں سن ۱۳۰۴ھ میں مکمل کر لی۔

سونے کا تمغہ

اس مقابلے میں جیسا کہ کونت کرلودی لند برج نے آلوسی کی طرف لکھے گئے اپنے خط میں ذکر کیا

ہے، مصر، شام، عراق وغیرہ بہت سے مشرقی اور مغربی ممالک کی کتابیں پیش کی گئیں جن کا مقابلے کے کئی اجلاسوں میں باریکی سے جائزہ لیا گیا اور کافی بحث وتمحیص کے بعد تمام شرکاء کے متفقہ اعلان سے آلوسی کی کتاب کو تمام کتابوں پر فوقیت دی گئی جس پر مؤلف کتاب کو سونے کا تمغہ انعام دیا گیا۔ اس کے بعد ملک اس کارید کے خرچ پر کتاب کی طباعت کا اعلان کیا گیا۔

(بشکریہ ماہنامہ ملیہ فیصل آباد)

جواہر پارے

۱۔ رخصت کرنے کے بعد اپنے مہمان کی شکایت نہ کر۔
۲۔ بہادر مقابلے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔
۳۔ کبھی بھی اپنے ماں باپ اور استاد کی شکایت نہ کر۔
۴۔ بیوی کے سامنے اس کے میکے والوں کی شکایت نہ کر۔
۵۔ اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی شکایت نہ کر۔
۶۔ ماں باپ کا نافرمان اپنی اولاد کی نافرمانی کا منتظر رہے۔
۷۔ بے موقع بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔
۸۔ بے عزتی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔
۹۔ بری صحبت سے دور رہنا بہتر ہے۔
۱۰۔ سب سے اچھی خیرات معاف کرنا ہے۔
۱۱۔ سب سے اچھا نشہ خدمت خلق ہے۔
۱۲۔ سب سے بڑا بہادر بدلہ نہ لینے والا ہے۔
۱۳۔ مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔
۱۴۔ غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔
۱۵۔ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو قبول کر لے۔
۱۶۔ نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو قبول کر لے۔